پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

جامع مسجد احرار چناب نگر میں، سابق قادیانی لیڈر
شیخ راحیل احمد کی ایمان افروز باتیں

جناب عبداللطیف خالد چیمہ ہماری جماعت میں بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار صلاحیتوں سے نوزا ہے اور انہوں نے ان خداداد صلاحیتوں کو جماعت کے لیے بے دریغ استعمال کر کے جہاں ہماری جماعت کو استحکام سے ہمکنار کیا ہے۔ وہیں آخرت کے لیے بھی بہت کچھ اکٹھا کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں مزید جماعت کی خدمت کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین

شیخ راحیل احمد کو سب سے پہلے انہوں نے ہی پاکستان میں متعارف کرایا تھا جب شیخ صاحب نے جرمنی میں قادیانیت کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کیا۔ تو ہماری جماعت میں سے چیمہ صاحب ہی نے ان کے ساتھ رابطہ قائم کیا تھا۔ انہیں مبارک اور سلامتی کے اس اقدام پر مجلس احرار اسلام کی طرف سے مبارک باد پیش کی۔ اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلا کر ان کی ان لمحات میں حوصلہ افزائی کی جس کی شیخ راحیل احمد کو اس وقت اشد ضرورت تھی۔ ویسے بھی یہ اعزاز اللہ تعالیٰ نے جماعت احرار کے لیے ہی مخصوص کر دیا ہے کہ جب بھی کوئی نامور قادیانی مسلمان ہوتا ہے اور اسے قادیانیوں کی جانب سے مختلف نوعیت کے خطرات کا سامنا ہوتا ہے۔ تو مجلس احرار اسلام ہی آگے بڑھ کر اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اس کے تحفظ کا ہر ممکن اہتمام کرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے جس پر مجلس احرار اسلام کا ہر کارکن اس کا شکر ادا کرتے ہوئے فخر بھی محسوس کرتا ہے اور عجز و انکساری سے اسکی بارگاہ میں سر بھی جھکا دیتا ہے عبدالکریم مباہلہ نے قادیان میں جب اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا تھا تو کونسی ابتلا نہیں کہ جس میں اسے مبتلا کرنے کی قادیانیوں نے کوشش نہیں کی تھی۔ اس پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، وہ بچ گیا، اور اس کی جگہ اس کا ہم شکل مستری محمد حسین شہید ہوا۔ اس کے مکان کو آگ لگا دی گئی، احرار رضا کاروں نے دن رات ایک کر کے اسے ہر ممکن امداد مہیا کی۔ اسی طرح مولانا لال حسین اخترؒ کو بھی اسلام قبول کرنے پر جب قادیانیوں کی طرف سے قتل کی دھمکیاں موصول ہوئیں تو مجلس احرار اسلام کے کارکن ہی ان کے تحفظ کے لیے آگے بڑھے اور ان کی ہر ممکن مدد کر کے قادیانیوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنا دیا تھا۔ اسکے بعد ابوسیف مولانا عتیق الرحمان تائب نے اسلام قبول کیا تو قادیان کے اندر احرار رضا کاروں کی مدد سے ہی انہیں ہر ممکن تحفظ حاصل ہوا تھا۔ اس طرح پروفیسر عطاء اللہ اعوان نے جب اسلام قبول کیا تو انہیں بھی امیر شریعت علیہ الرحمتہ نے ہر طرح کی مدد مہیا کی اور انہیں ختم نبوت کے دفتر میں لا کر بٹھا دیا جہاں انہوں نے اپنا تعلیمی

سلسلہ جاری رکھا اور بالآخر اردو میں ایم اے کر کے پروفیسر بنے اور ایس ای کالج بہاولپور سے ریٹائر ہوئے۔غرض یہ کہ ایسے بیسیوں واقعات ہیں۔ یہ چند باتیں پس منظر کے طور پر بیان کر دی گئی ہیں تا کہ اصل بات اجاگر ہو سکے۔موضوع تو شیخ راحیل احمد کی ان باتوں کا ہے جو ہم نے ان کی زبان سے سنیں اور جس سے ہمارا ایمان تازہ ہو گیا۔شیخ راحیل احمد پاکستان تشریف لائے تو لاہور کی ائیر پورٹ پر ان کا استقبال کیا گیا۔مجلس احرار اسلام کی طرف سے عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری ،محمد ارسلان، محمد معاویہ رضوان اور دوسرے کئی احرار ساتھی استقبال کرنے والوں میں موجود تھے۔لاہور میں مرکزی دفتر احرار اسلام میں ایک سادہ مگر پُرشکوہ تقریب میں جناب شیخ راحیل احمد صاحب کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔اس تقریب میں شمولیت سے میں محروم رہا' مجھے اُنہیں دیکھنے اور سننے کا شرف چناب نگر احرار مرکز میں ہوا۔مجلس احرار اسلام چناب نگر کی جانب سے انہیں خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے یہ تقریب منعقد کی گئی تھی۔نمازِ جمعہ سے پہلے جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور اس کے بعد میں نے چند باتیں ان کی خدمت میں عرض کیں۔جس کے بعد انہوں نے حاضرین کی ایک بہت بڑی تعداد جو مسجد احرار میں جمع ہو گئی تھی' کو خطاب کیا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے قادیانیت کو ردِ قادیانیت کا لٹریچر پڑھ کر نہیں چھوڑا' بلکہ قادیانیت کا لٹریچر پڑھ کر چھوڑا ہے انہوں نے برملا کہا کہ قادیانی لٹریچر میں وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک سلیم الفطرت انسان کو قادیانیت سے متنفر کرنے کے لیے کافی ہے شرط یہ ہے کہ انسان ''کومن سنس'' اور اپنے ضمیر کے صاف اور شفاف آئینے کو سامنے رکھ کر پڑھے۔انہوں نے کہا کہ میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو جب بغور پڑھا تو میرے دل سے ایک آواز اٹھی کہ اتنی گھناونی تحریر ایک نبی تو نہیں لکھ سکتا۔اور میرے دماغ نے میرے دل کی آواز کی تصدیق کر دی۔جیسے جیسے میں نے قادیانی کتابوں کا مطالعہ کیا میں قادیانیت سے متنفر ہوتا گیا اور آخر ایک دن میں نے یہ مکمل ارادہ کر لیا کہ اس مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔انہوں نے کہا کہ یہ بات میرے اعلان اسلام سے تقریباً سات سال پہلے کی ہے۔سات سال تک میں اس بات کی کوشش میں مصروف رہا کہ میں اپنے اہل وعیال کو کس طرح اس بات کا قائل کروں کہ وہ بھی میرے ساتھ مسلمان ہو جائیں۔انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور بشیر الدین محمود کی کتابوں سے کئی ایسے حوالے پیش کئے جنہوں نے انہیں قادیانیت چھوڑنے پر مجبور کیا۔سات سال کا عرصہ انہوں نے کہا کہ میرے لیے بڑا صبر آزما عرصہ تھا۔جو میں نے اپنے بچوں، اپنے داماد اور اپنے نواسے کو قادیانیت سے توڑ کر اسلام کے ساتھ جوڑنے میں صرف کیا۔لیکن انہوں نے کہا کہ میری بیوی مسلمان ہونے پر آمادہ نہ ہوئی۔حتیٰ کہ جس دن میں نے اعلان اسلام اور مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا تو اس سے ایک دن پہلے یعنی شام کے وقت میری بیوی نے مجھے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ ''تم اگر مرتد ہونا چاہتے ہو تو شوق سے ہو جاؤ میں تو اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گی۔'' اس فقرے سے مجھے بڑا صدمہ ہوا۔کیونکہ میں چاہتا تھا کہ میرا سارا کنبہ جس کو میں نے بڑی محنت سے بنایا اور سنوارا تھا' وہ خراب نہ ہو اور میری بیوی بھی میرے ساتھ مسلمان ہو جائے۔اس لیے بھی کہ وہ میرے دکھ سکھ کی ساتھی تھی اور بطور بیوی مجھے اس سے کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں تھی۔اس صدمے کے باوجود میرے حوصلے اور میرے عزم میں کوئی فرق نہ آیا اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس کے بغیر

بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔

ہوا کیا کہ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے جب میری بیوی جائے نماز پر گئی تو نماز سے فراغت کے بعد اس نے رونا شروع کر دیا۔ اور تقریباً دو ڈھائی گھنٹے روتی رہی اس دوران میں اپنی بچیوں کو اس کے پاس بھیجتا رہا اور ایک دو بار خود بھی اس کے پاس گیا۔ رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کسی قسم کا کوئی جواب دینے سے صریحاً انکار کر دیا۔ ڈھائی گھنٹے تک رونے کے بعد جب وہ نڈھال ہو گئی تو وہیں پر سو گئی۔ میں نے اپنی ایک بیٹی سے کہا کہ جاؤ ماں کے سر کے نیچے سرہانہ رکھ دو اور اوپر ایک چادر دے دو۔ جس کے بعد ہم بھی آرام سے سو گئے۔ صبح ہوئی تو ہم سب نے مسلمان ہونے کے لیے غسل کیا۔ نئے کپڑے پہن کر تیار ہونے لگے۔ جب ہم تیار ہو رہے تھے تو میں نے ایک بار پھر اپنی بیوی سے پوچھا کہ ہم تو مسلمان ہونے جا رہے ہیں اور کہا کہ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ میں یہ بات سن کر حیران و ششدر رہ گیا جب میری بیوی نے مجھے جواب میں کہا کہ تم اکیلے نہیں جاؤ گے، میں بھی تمہارے ساتھ مسلمان ہونے کے لیے جاؤں گی۔ میں نے انتہائی غیر متوقع جواب سنا تو میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو اُمڈ آئے میں نے کہا کہ آخر اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے، کہنے لگی اب اس وقت نہیں بتاؤں گی جب مسلمان ہو کر آئیں گے تو پھر بتاؤں گی۔ میں نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اللہ نے میری سن لی اور پورے کا پورا کنبہ مسلمان ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔ خیر جب ہم ایک دوست کی وساطت سے ایک مسجد میں جا کر اسلام قبول کر کے اسلام میں داخل ہو گئے تو واپسی پر ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ ہم نے گھر میں آ کر مٹھائی تقسیم کی۔ ماحول انتہائی پاکیزہ محسوس ہونے لگا۔ دل بار بار گواہی دے رہا تھا کہ تم اب راہِ راست پر آ گئے ہو اور تمہاری عاقبت سنور گئی ہے۔ میں اس بابرکت ماحول سے لطف اندوز ہو رہا تھا لیکن اس بات کا اشتیاق بھی رہ رہ کر میرے دل میں چٹکیاں لے رہا تھا کہ بیوی سے پوچھوں آخر شام سات بجے تک ہمیں مرتد کہنے والی خود دین اسلام قبول کرنے پر کیسے تیار ہو گئی؟ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے اپنا ایک خواب بیان کیا:

''جب میں روتے روتے سو گئی تو میں نے خواب میں کیا دیکھا کہ آپ میرے ساتھ ہیں اور ہم ایک کچی سی چھت جو کہ انتہائی بھدی شکستہ اور ٹوٹی پھوٹی سی ہے اس کے نیچے ہیں۔ میں نے تم سے کہا کہ دیکھا کتنی بھدی سی چھت ہے اسے لپیٹ نہ دیا جائے۔ میں نے اس چھت کو اس طرح لپیٹنا شروع کیا کہ جیسے بچھی ہوئی صف کو کوئی لپیٹتا ہے۔ جیسے جیسے میں اس چھت کو لپیٹتی گئی نیچے سے چمکتی چاندنی کی طرح روشن اور سرخ اینٹوں سے بنی ہوئی ایک خوبصورت چھت اس کی جگہ لیتی گئی اور میں خوش ہو کر تم سے کہنے لگی دیکھو اصل چھت تو یہ ہے ہم تو بڑی بھدی چھت کے نیچے رہ رہے تھے۔ اب ہم اس روشن خوبصورت اور چاندنی کی طرح چمکتی ہوئی چھت کے نیچے رہیں گے۔ اس خواب نے میرے دل و دماغ کی تمام الجھنوں کو ختم کر کے رکھ دیا اور میں بھی مسلمان ہونے کے لیے تیار ہو گئی۔ کیونکہ خواب میں وہ سب کچھ بتا دیا گیا جو میرے دل و دماغ میں نہیں آ رہا تھا۔''

شیخ راحیل احمد نے کہا کہ اب میری بیوی مجھ سے زیادہ مضبوط ہے۔ جب مختلف اطراف سے ہمارے رشتے داروں نے ہم پر دباؤ ڈالنا شروع کیا، تو ان کو جواب میں جو کچھ میری بیوی نے کہا ہے وہ میں بھی نہیں کہہ سکا۔ اس نے ہر رشتہ دار کو ایک

بات ہی کہی ہے کہ اگر کسی نے ہمیں دوبارہ قادیانی ہونے کے لیے کہا تو میں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گی۔شیخ راحیل احمد جب یہ سب کچھ بیان کر رہے تھے تو ہم سننے والوں کی بھی عجیب وغریب حالت تھی۔آنکھوں میں آنسو‘ دل کی دھڑکن تیز‘ ایمان کی کیفیت میں تازگی کا احساس اور ہر سننے والے کے چہرے سے خوشی عیاں تھی‘ اور لوگ بار بار صداقتِ اسلام کے حق میں اور قادیانیت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔انہوں نے مزید کہا کہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والی ہر جماعت کو میری طرف سے ایک اپیل ہے کہ قادیانیت کا محاسبہ مثبت اور حسن اخلاق سے کیا جائے۔اشتعال انگیزی کو یہ لوگ ایکسپلائیٹ کر کے کئی فوائد حاصل کرتے ہیں۔اس محاسبے میں حضور اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری امر ہے۔اس تقریر کے بعد مجلس احرار اسلام کے امیر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے مخصوص انداز میں شیخ راحیل احمد کو مبارک باد پیش کی، ان کے اس اقدام کو سراہا اور مجلس احرار اسلام کی طرف سے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔

نماز جمعہ کے بعد ہم ایک کمرے میں پھر اکٹھے ہوئے تو میں نے شیخ راحیل احمد کی خدمت میں اپنی تازہ تصنیف ’’اقبال اور قادیانیت‘‘ پیش کی جسے انہوں نے یہ کہتے ہوئے قبول فرمایا کہ جن کتابوں کو میں خریدنا چاہتا تھا اس میں یہ آپ کی کتاب بھی شامل تھی۔اس کتاب سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا تحفہ ہوسکتا ہے؟

اس کے بعد جامع مسجد احرار کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے چناب نگر کے قادیانی حضرات کی طرف سے اٹھائے گئے چند سوالات کئے جس کا انہوں نے بڑی اچھی طرح سے جواب دیا۔مثلاً انہوں نے کہا کہ یہاں کے قادیانی کہتے ہیں کہ اس آدمی کی جماعت احمدیہ میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔اس کے جواب میں شیخ راحیل احمد نے کہا کہ قادیانیت کی پوری زندگی میں میری کوئی ایک درخواست ایسی نہیں ہے جس میں میں نے اپنے خلیفہ کو ملنے کی خواہش کا اظہار کیا ہو، لیکن مرزا طاہر احمد کے دو خطوط اس وقت بھی میرے پاس موجود ہیں جس میں اس نے مجھے ملنے کے لیے کہا۔اس سے میری اہمیت واضح ہوتی ہے۔ میں قادیانیوں کی مرکزی شوریٰ کے چند آدمیوں میں سے ایک ہوں۔

مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ چناب نگر کے قادیانی یہ بھی کہہ رہے ہیں کے اس قسم کے جاسوس ہم آپ کی طرف بھیجتے رہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں۔اس کے جواب میں شیخ راحیل احمد نے کہا کہ اگر جاسوسی کی نیت سے بظاہر مسلمان ہونا مقصود تھا تو میں اپنے پورے کنبے کے ساتھ مسلمان نہ ہوتا۔جاسوسی کے لیے تو ضروری تھا کہ میں اکیلا ہی مسلمان ہوتا اور میرے مسلمان ہونے کی ایک بین دلیل یہ ہے کہ میں نے اگست ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کیا جس کے بعد میں نے اپنی دو بچیوں کا نکاح مسلمانوں سے پڑھایا اور وہ مسلمان خاوندوں کے ساتھ اپنے گھروں میں آباد ہیں۔

پھر مولانا نے کہا کہ یہاں چناب نگر کے قادیانی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ختم نبوت اور احرار والوں نے پیسے دے کر اسے اپنی طرف بلا لیا ہے اور اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔اس کے جواب میں شیخ راحیل احمد نے کہا کہ ان سے کہو کہ جتنے پیسے مجھے ملے ہیں‘ اس سے دگنے پیسے ان کو دینے کے لیے تیار ہوں‘ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔